مقالۂ خصوصی

حرم اور حج کی بے حرمتی

نعیم صدیقی

ہم ہر قسم کی فرقہ واریت کے سخت مخالف ہیں اور شیعہ سنی اتحاد کے داعی رہے ہیں۔ مگر یہاں جس صورتِ واقعہ پر گفتگو ہے وہ عالمِ اسلام کا ایک ایسا مجادلی مسئلہ ہے کہ ہر طرف اضطراب ہے اور دو مسلم ملکوں کے اختلافی موقف کو سامنے رکھ کر مغربی جرائد اور ذرائع ابلاغ ایک طوفان اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی مناسب صورت نہیں کہ ہم اپنا ایک موضوع غیروں کے حوالے کر کے خود ان کے بے جان قاری اور سامع بن جائیں اور ہماری کوئی رائے نہ ہو — ایک رائے یا دوسری رائے یا تیسری!

اس احساس کے ساتھ ہم نے یہ سطور لکھی ہیں کہ مسئلہ ہم مسلمانوں کا ہے اور ہمیں ہی پہلا حق پہنچتا ہے کہ اس پر رائے دیں یا تبصرہ کریں۔ (ادارہ)

۱ — عبادت ساری ہی خشیت اور تقویٰ اور اتحاد بین المسلمین کی فضا چاہتی ہیں خصوصاً حج جس میں حاجی ترکِ وطن اور ایک نوع سے ترکِ دنیا کر کے شریک ہوتا ہے اور لباس بھی کفن جیسا پہن کر عاجزی کا مجسمہ بن جاتا ہے اور پھر اللہ کی ذات کی طرف پوری طرح یکسو ہو کر پکارتا ہے۔ "لبیک، اللھم لبیک" تو حرم کا پاکیزہ ماحول فسوق وجدال کا متحمل نہیں رہتا۔ رفث اور فسوق و جدال کو قرآن نے حج کے زمانے میں بالکل حرام کر دیا ہے۔ یہ تعظیمِ شعائر اللہ کا مقام ہے۔

اب اگر کوئی شخص یا گروہ یہاں خدا کے نام کے علاوہ کسی کی پکار بلند کرتا ہے۔ جتھا بندی کر کے فسوق وجدال ہی نہیں کرتا، بلکہ مظاہرہ اور فساد کر کے اور گزرگاہوں کو مجبوراً سے روک کر عامۃ الناس کے لیے اذیت رسانی کا سامان کرتا ہے تو شعائر اللہ کی تعظیم اور عبادتِ حج

کا احترام نہ کرکے توہینِ حرم کا ارتکاب کرتا ہے۔

۲ــــ "ایرانی انقلاب" سے پہلے حج کا سلسلہ امن وامان سے انجام پاتا تھا لیکن قم میں ایرانی انقلاب کو ایکسپورٹ کرنے کی پالیسی بنتے ہی جگہ جگہ ایرانی انقلابیوں نے شورش پسندی کا راستہ اختیار کر لیا اور بین الاقوامی یا بین الاسلامی کانفرنس میں اول تو شریک ہونے کو مرتبہ انقلابیت سے فروتر سمجھا گیا اور اگر کہیں شمولیت کی تو بات ہمیشہ ٹیڑھے رُخ کی کرکے گفتگو کی فضا کو خراب کر دیا گیا۔

سعودی عرب پر کرم خاص ہے۔

ایرانی ایک طرف تو یہ کوشش کر رہے ہیں کہ دنیائے اہلِ سنت میں جگہ جگہ سیاسی حلقوں اور خصوصاً اسلام کے علمبردار نوجوانوں میں سے کچھ قوت کو اپنے ساتھ ملائیں اور ہر دائرہ میں پھوٹ ڈلوائیں یا کم سے کم ایسی بستا بحثی پیدا کر دیں کہ جو تحریکی کام وہاں ہو رہا تھا، قابلِ عمل نہ ہو سکے، بلکہ نوجوانوں کی ساری اُمیدیں آہستہ آہستہ خمینی انقلاب سے وابستہ کر لی جائیں۔

یہی مدعا سعودی عرب میں ہنگامہ آرائی کا ہے۔ بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ بعض وجوہ سے دنیائے اہلِ سنت کی یہ مرکزی قوت ہے اور اگر اس کو توڑا یا مضمحل کر دیا جائے یا اس میں مظاہروں یا شورش کی سیاست پھیلا دی جائے تو ایرانی مقصد بآسانی حاصل ہو سکتا ہے۔

چنانچہ سال بہ سال بڑھتی ہوئی تعداد میں ایرانی حج کے موقع پر آنے لگے اور ہر سال وہ منظم ہو کر اور ایک خاص تعداد لے کر شریکِ حج ہوئے اور اُن کی ہنگامہ آرائی پہلے بڑھتی چلی گئی۔

حالات یہ ہوں تو کیا ایرانی اور ان کے حامی یہ چاہتے ہیں کہ سعودی حکومت مظاہروں کی بھی چھٹی دے دے (ایران کو بھی اور دوسرے ممالک کو بھی)؟ حاجیوں کی زندگیوں اور امن کو خطرے میں پڑنے دیں۔ اور حرم کی توہین اگر سیاسی نعروں اور تصویروں کے ذریعے کی جائے تو اُسے بغیر جرأتِ مداخلت کے سب کچھ برداشت کرنا چاہیے۔

کیا ایران سمیت کوئی حکومت یہ گوارا کر سکتی ہے؟

۳ــــ اتفاق سے اس وقت مقامی اخبارات کے علاوہ برطانیہ کے ایک انگریزی اخبار کی نہایت مدلل اور اطمینان بخش رپورٹنگ اور اس سے بڑھ کر سعودی عرب کے

اخبار "الریاض" ۱۰ اگست کا شمارہ بہت سی خبریں، روئیدادیں، بیانات اور تصویریں لیے میرے سامنے ہے۔ اخبار کا ایک حرف نہ پڑھیے، صرف اِن تصویروں کو دیکھ لیجیے، بڑے سے بڑے حامیٔ ایران کا دماغ درست ہو جائے، بشرطیکہ اللہ کا خوف اور بیت اللہ شریف کی محبت دل میں ہو۔

کیا نامعقول بھگدڑ مچائی گئی، کیا فضول قسم کے بینر اُٹھا کر لہرائے گئے، کیا واہیات سلوک ہے جو حرم، اہلِ حرم اور مہمانانِ حرم سے روا رکھا گیا۔

اِس سلسلے میں فلمیں بھی بن چکی ہیں اور دُنیا بھر میں دیکھی جا رہی ہیں۔

ایران کو اپنے پروپیگنڈے پر ناز ہے، مگر اسے علم ہونا چاہیے کہ پروپیگنڈے کے زور سے واقعیت کو یکسر اُلٹایا نہیں جا سکتا۔

۴ ــــ یہ سوال بعد کا ہے اور زائد از ضرورت کہ حکومت سعودی عرب نے ہنگامے کی روک تھام میں جو کارروائی کی وہ کس حد تک روا تھی اور کہاں سے اس کی ناروائی شروع ہوتی ہے۔

ہم تو ساری توجہ اس امر پر صرف کرتے ہیں کہ کس نے حرم اور شہر مکہ میں ایسا طوفان اُٹھایا، جس سے حاجیوں کے راستے رُکے اور گرمی کے اس زمانے میں ان کو سخت اذیت پہنچی اور ایک جارح گروہ کی طرف سے چڑھائی کا جو انداز سامنے تھا، اس نے ان کو تشویش و اضطراب میں ڈال دیا۔ اس خوفناک اور نامعقول کھیل کا آغاز کس نے کیا۔

کھیل اگر غلط تھا اور دوسروں کے لیے تکلیف دہ تھا اور اب تک کی دینی اور تاریخی روایات کے خلاف تھا تو حکومت کا فرض تھا کہ اُسے روکے۔ ہزاروں افراد کے ایک منظم اور پُرجوش ہنگامے کی روک تھام کوئی سادہ سا معاملہ نہیں ہے کہ کسی افسر نے ایک حکم دیا اور ہنگامہ یا مظاہرہ کرنے والوں نے اُسے قبول کر لیا، بلکہ معاملہ تو مزاحمت و مقاومت کا تھا۔ جارح اور جوشیلے ایرانی جو چاقو اور رسیاں اور دوسرے سامان لیے ہوئے تھے وہ عام حاجیوں کے لیے تو انتہائی خطرناک تھے ہی، خود حکومت کے لیے ان کا پابندِ قانون حکم کرنا کوئی آسان نہ تھا تھا۔ اب اس حساب سے کیا فائدہ کہ اتنے افراد مارے گئے اور

اتنے کیوں مارے گئے؛ اور اعداد و شمار صحیح بتائے جا رہے ہیں یا نہیں ــ وغیرہ۔

بھئی سعودی حکومت کے خلاف آپ جو چاہیں کہیں۔ حرم اور حاجیوں کے خلاف آپ نے جو کارروائی کی وہ سخت مجرمانہ ہے۔

۴ ــ حج سے دو دن قبل جمعہ کے روز حضرت خمینی کے حکم سے شیعہ ایرانی جلوس حاجیوں سے بھری ہوئی سڑکوں پر نکالا گیا، اُسے روکنے سے پہلے پہلے اور اُسے روکتے ہوئے ۴۰۲ افراد کی اموات ہوئیں، ان میں ۲۷۵ ایرانی، ۸۵ سعودی اور ۴۲ دوسرے ممالک کے حجاج تھے رپورٹ کہتی ہے کہ سعودیوں کا الزام یہ تھا کہ ایرانی جلوس بازوں نے حاجیوں کو نقل و حرکت کے قابل نہ چھوڑا۔ اور حرم کی بے حرمتی (انسانی تصویروں اور سیاسی نعروں اور ایک الگ جتھے کے تفرقہ پسندانہ مظاہرے سے) کی ــــ اور پھر منتشر ہونے سے انکار کر دیا (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے)۔ انہیں قرآن کی آیت بار بار پڑھ کر سنائی گئی۔ " لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ " مگر انہوں نے کوئی پروا نہیں کی۔ سعودی ٹیلی وژن نے شیعہ جلوس بازوں کو موٹریں جلاتے ہوئے اور سنگ بازی کرتے ہوئے اور پولیس پر چاقوؤں سے حملہ کرتے ہوئے دکھایا ہے۔

قیاس آرائی یہ بھی ہے کہ خلیج میں امریکی دباؤ کے بڑھ جانے کی جوابی کارروائی کے طور پر سعودی عرب میں ہنگامہ کرایا گیا ہے۔

۵ ــ شورش پسندانہ کارروائیاں صرف سعودی عرب تک محدود نہیں رہیں، بلکہ ایران میں سعودی سفارت خانوں پر حملے کیے گئے۔ اور اس جارحانہ رویّے کا مظاہرہ کیا گیا جو انقلابیانِ ایران نے عمومی طور پر اپنا رکھا ہے۔

۶ ــ خدمتِ حجاج اور تعظیم حرمین کا جذبہ اگر ہوتا تو اس کے لیے بہت اچھے اور مؤثر راستے اور طریقے تھے۔ ایرانی سفارت خانوں کا عام انتظام، ایران کی طرف سے گم شدہ افراد یا سامان کا کھوج لگانے کے لیے پارٹیوں کا تقرر، ایرانیوں کی طرف سے حاجیوں کے لیے کوئی خاص نسخہ جیسے پیٹی یا لٹکانے کا تھیلا، ایرانیوں کی طرف سے مدینہ میں کھانے یا چائے کا انتظام، لوگوں کو سستے داموں رہائشی انتظامات فراہم کرنا وغیرہ۔

لیکن ایرانیوں نے خدمت کا صحت مندانہ راستہ اختیار نہیں کیا جس کا اثر حاجیوں پر بہت اچھا پڑتا اور جذبات اخوت مضبوط ہوتے، سیاسی ہنگامہ آرائی کر کے لوگوں کی جانوں اور اُن کے امن اور اُن کے سکونِ عبادت کو تباہ کر کے ایرانیوں نے اُن کے اندر اپنے لیے محبت پیدا نہیں کی، بلکہ نفرت پھیلائی ہے۔

۷ — ایرانیوں کا یہ تجویز اُٹھانا اور بعض عناصر کا ان کی تائید کرنا کہ مکہ اور مدینہ کو دُنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے کھلا شہر قرار دیا جائے، کیونکہ سعودی حکمران حرمین کے اجارہ دار نہیں ہیں[۱]

پہلے تو اجارہ داری کے اس مسئلے کو لیجیے کہ ساری تاریخ میں قرونِ اولیٰ سے اب تک جزیرۃ العرب میں جس کی بھی حکومت رہی، اسی نے حرمین کا انتظام کیا (ترکی حکومت کی مثال قریب ترین ہے)۔ لیکن ان میں سے کبھی کسی نے کسی حکومت یا حکمران کو اجارہ داری کے طعنے نہیں دیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئے دورِ سیاست کی ایجاد ہیں، کیونکہ آجکل دلائل سے زیادہ طعنوں اور نعروں سے کام لیا جاتا ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کھلا شہر کی مبہم اصطلاح کے متعین معنی آپ کے نزدیک کیا ہیں؟ ایک تصور یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں آنے کے لیے کسی پاسپورٹ، ویزا اور گنتی اور نظم بندی کی ضرورت نہیں۔ ایک میلہ ہے جس کا جہاں سے جی چاہے چل کھڑا ہو۔ حکومت سعودی عرب کوئی ممانعت نہیں کر سکتی۔

اب ذرا اس دعوے کی روشنی میں یہ دیکھیے کہ کون کون اور کیسے کیسے لوگ آسکتے ہیں۔ کیا کیا جرائم ہو سکتے ہیں۔ ایک غیر ملک میں کس نوع کے ہنگامے کھڑے کیے جا سکتے ہیں۔ سے تو چھوڑیے، یہ فرمایئے کہ جہاں پر معلومات ہی نہ ہوں کہ کب کتنے افراد مکہ، مدینہ اور سعودی عرب میں باہر سے آجائیں گے تو وہ کون سا کمپیوٹر ہو گا جو ان کے رہن سہن اور کھانے

---

[۱] اس قسم کی مضحکہ انگیز تجویزوں کی تائید کرنے والے پاکستانی تو کم سے کم یہ سوچیں کہ اُن کی زمین پر سکھوں، بدھوں اور ہندوؤں کی بعض زیارت گاہیں ہیں۔ کیا ایسے تمام مقامات کو "کھلا" قرار دینے کے لیے اُن کا ذہن آمادہ ہو سکتا ہے؟

پینے کے تمام انتظامات کر دے گا۔

پھر ذرا یہ بھی فرمایئے کہ کھلے شہر تو مکہ اور مدینہ ہوئے، حاجیوں کو ان شہروں سے نکل کر اور کسی حصہ ملک میں، کسی سڑک پر، کسی شہر میں، کسی ایئرپورٹ اور کسی بندرگاہ پہ تو نہیں جانا ہوگا۔

وہاں کوئی حکومت آنے اور جانے والوں کے معاملے میں کیا رویہ اختیار کرے گی۔ یہ جگہیں تو (OPEN) نہیں ہیں۔

اگر آپ کہیں کہ سارا ملک دنیا بھر کے لیے (OPEN) کر دیا جائے تو سیدھی طرح یہ کیوں نہ فرما دیجیے کہ سارے ملک کی حکومت کو تباہی کر ڈالنی چاہیے، نہ اس کے کسی ملازم کی خیر، نہ کوئی قانون سلامت، نہ کسی عدالت کو کوئی اختیار، نہ پولیس اور فوج کی کوئی حیثیت۔ ہو بھی تو باہر سے آنے والا سیلاب اگر ۵۰ لاکھ افراد کا ہو اور لوگ خوب مسلح ہوں تو ان کا مقابلہ قانون یا نظم تو نہیں کر سکتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ یہ چاہیں کہ مکہ اور مدینہ میں آنے والے حاجی خواہ کسی بھی ملک کے ہوں اور کوئی بھی نظریہ رکھنے والے ہوں، ان کو حق ہے کہ اپنی سیاست کو پھیلاتے اور لوگوں کو اس سے مرعوب کرنے کی مختلف تدابیر اختیار کریں۔

ٹھیک ہے۔ مگر یہ حق صرف ایران کے لیے تو نہیں ہوگا۔ دوسرے ممالک کے لیے بھی ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عراق اور شام اپنے اپنے لوگوں کی ایک تعداد کو جھنڈے اور تصویریں دے کر مظاہرے کے لیے تیار کر کے بھیجیں۔ قذافی صاحب نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ انقلابی طوفان نہ اٹھائیں۔ "کمیونسٹ مسلمان" کیوں نہ اپنی انقلابی شوکت و جلالت کا مظاہرہ کریں۔ اسی طرح مسلمانوں کے اندر کے مختلف فرقے بھی، اور باہر کے مخالف تخریبی فتنے بھی، حتیٰ کہ قادیانی، منکرینِ حدیث، بابی، بہائی اور سیکولرسٹ تک کیوں پروپیگنڈے کے اس بہترین موقع کو ضائع کریں۔

دوسرے لفظوں میں عبادت کی نیت تو پہلے ہی دن ختم ہو جائے گی اور سیاست کاری اور پروپیگنڈہ بازی کی نیت سے حج ہوگا۔

جہاں تنہا خدا کا نام بلند کیا جاتا ہے، وہاں دسیوں سیاسی الٰہوں کے نام بلند ہوں گے،

جہاں حضورؐ نے سابق انبیاؑ کی بنی ہوئی تصویروں کو خود دیواروں سے صاف کیا، وہاں انبیاء کی نہیں بلکہ معمولی وقتی لیڈروں کی تصویریں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوں گی۔

اور ایران والوں نے اپنی حد تک یہ تماشا کر دکھایا ہے۔

اچھا فرض کیجیے، ہر ایک کو اپنے اپنے مظاہروں کی آزادی ہے اور اس کے نتیجے میں تصادم پیدا ہوتے ہیں، خونریزی ہوتی ہے، عوام کے انبوہ چکی کے دو پاٹوں میں پستے ہیں تو حکومت کے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی۔ پھر کیا ہر موسم حج پر لاکھوں مسلمانوں کو اتحاد کے بجائے افتراق کا مظاہرہ کر کے شہدا اور زخمیوں کے ساتھ اپنے اپنے ملک کو واپس جانا چاہیے اور وہاں جا کر یہ کہنا چاہیے کہ ہم بڑا جہاد کر کے آگئے ہیں۔

۸۔ اس کی ایک شکل یہ بتائی جاتی ہے کہ عالم اسلام کی حکومتوں کی ایک نمائندہ تنظیم اس ذمہ داری کو سنبھالے کہ وہ حرمین کی تعمیر و ترقی اور حجاج کے قیام و طعام اور نقل و حرکت کے لیے ضروری انتظامات کرے۔ اس کے لیے سب ممالک مل کر ہر سال فنڈ جمع کر لیا کریں۔

کیسی خوب صورت خیالی تصویر ہے، مگر ذرا سوچ کر بتایئے کہ آپ مسلمانانِ کرام نے اپنے اپنے ملکوں میں کس جزوی خدمتِ عامہ کی ذمہ داری کے لیے کوئی ایسی مشترک تنظیم بنا اور چلا رکھی ہو۔ آپ کسی دینی انتظام کو چلانے کے لیے سارے فرقوں کو جمع کر کے دکھایئے۔ آجکل خود نفاذِ شریعت کا عظیم الشان مسئلہ پاکستان میں ہے، اس کے متعلق بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دیتی ہیں، ایم آر ڈی اور قومی کانفرنس کے معاملات سامنے ہیں۔ ملک ملک کی اسمبلی میں جوڑ توڑ اور سازشوں اور خرید و فروخت کا سلسلہ اول تا آخر جاری رہتا ہے اور ایک زیرِ سطح محاذِ جنگ برپا رہتا ہے، جس میں کامیابی پانے والا گروہ اقتدار پر آجاتا ہے، دوسرا اپوزیشن میں آجاتا ہے، مگر وہ مخفی لڑائی آئندہ کے لیے جاری رہتی ہے۔

آپ یہ ہر ملک کے نمائندے یہ چاہیں گے کہ وہ آگے آئیں اور بعض عناصر کے متعلق ان میں اتنی شدت ہو گی کہ وہ اُن کے ساتھ بیٹھنے پر بھی تیار نہیں ہوں گے۔

اچھا خیر، یہ کانفرنس کام کس طرح کرے گی؟ آیا ہر ملک سے پولیس اور فوج اور دوسرے محکموں کے دستے لائے جایا کریں گے، ہر ملک سے ٹرانسپورٹ وغیرہ بھی آیا کرے گی، ہر ملک

رسد بھیجنے کا وغیرہ - تو ان بیرونی فورسز کا معاملہ اندرونی فورسز کے ساتھ کیا ہوگا ؟ ٹریفک میں کیا ہوگا ؟ جرائم میں کیا ہوگا ؟ انتظامات کی نگہداری میں کیا ہوگا ؟ کیا دونوں قسم کی فورسز میں ٹکراؤ کا کوئی امکان نہیں ؟ اگر ٹکراؤ ہو جائے تو تدارک کیا ہوگا یا نتائج کیا نکلیں گے ؟

ایک شکل یہ بھی کہ قومی کانفرنس کے مقررہ افسر مقامی پولیس، فوج، عدالتوں، ٹرانسپورٹ، ذرائع ابلاغ اور دوسرے محکموں سے کام لیں - ایسی صورت میں سعودی کارندے دو حکومتوں کے کارندے ہوں گے، ایک سعودی حکومت، دوسری بین الاقوامی حکومت! پھر کام کیسے چلے گا ؟

اور بیرونی مداخلت خود سعودی عوام یا رعایا پر کیا اثرات ڈالے گی ؟ اگر کسی ملک کی داخلی سیاست (وہ کسی غیر کے نقطہ نظر سے چاہے درست نہ ہو) میں باہر سے آکر کچھ قوتیں خلل اندازی کریں تو معاملہ کتنی خطرناک صورت اختیار کرسکتا ہے - پھر کیا سعودی حکومت کو بیرونی اکابر پر فرداً فرداً سی آئی ڈی مامور کرنی ہوگی اور غلط کارروائیاں کرنے والوں کو ملک سے نکال دینا ہوگا - ایسا ہوا تو پھر عالم اسلامی کی کانفرنس کی بالادستی تو نہ چل سکے گی -

اور اگر اس کانفرنس کو حسب ضرورت چندہ موصول نہ ہوا تو پھر وہ حرمین اور حاجیوں کی کیا خدمت کس طرح کرے گی ؟ سوال یہ بھی ہے کہ کون کتنا چندہ دے، چندہ جبری ہوگا یا رضاکارانہ اور چندہ خوب فراخی سے جمع ہو جائے تو اس کو کون کون کس کس مد میں خرچ کرے - کیا ایرانی پروپیگنڈے اور جہاد پر بھی ؟ آج تو سعودی عرب کے حکمران خزانوں کے منہ کھولے، حرمین کی خدمت اور حاجیوں کی سہولت کے لیے ہر سال بے تحاشا رقوم صرف کر رہے ہیں، لیکن کسی دوسرے ادارے کو کیا کیا حالات پیش آسکتے ہیں - پھر کیا جس سال کافی فنڈ موصول نہ ہوسکیں گے - اس سال بین الاقوامی کانفرنس اعلان کرے گی کہ ہم اس مرتبہ کوئی انتظامات نہیں کر سکتے - لوگ خود ہی جو بن آئے کریں - اور اگر اس طرح کے طرز عمل کے نتیجے میں حاجیوں میں شدید رد عمل پیدا ہو گیا تو اُن کے ہاتھوں کیا کیا کچھ ہوسکتا ہے - اس کا جواب بھی ایرانی دانشور دے دیں -

اگر ایران یہ پیش کش کرے کہ سارے اخراجات ہم اٹھاتے ہیں تو اُن کو اچھی طرح سمجھ

لینا چاہیے کہ آج ہنگاموں میں ان کی جو بے ضابطہ بالا دستی کام کر رہی ہے، اس سے بھی حاجیوں کی اکثریت کو اور مسلم اقوام کے لیڈروں کو نفرت ہے۔ چہ جائے کہ آپ سارا خرچ اپنے ذمے لے کر یا اس کا بیشتر بوجھ اٹھا کر مجوزہ بین الاقوامی کانفرنس کو جیب ہی میں ڈال لیں۔ یہ ممکن نہیں ہے، بلکہ کانفرنس کے اندرونی قضیوں میں تو بڑی اہمیت اس کی ہوگی کہ لوگ کسی گروہ کی ذراسی فوقیت کو بھی گوارا نہیں کریں گے۔

۹ — پس غور فرمایئے کہ جو کام سالہا سال سے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اور مسلمانانِ عالم سعودی حکمرانوں کے ممنون ہیں کہ انہوں نے دولت کو ذاتی عیش و راحت میں جھونکنے سے کہیں زیادہ رفاہِ عام پر خرچ کیا ہے اور رفاہِ عام پر خرچ کیا ہے اور رفاہِ عام سے بھی بھاری اخراجات توسیع و تزئین حرمین اور حاجیوں کے انتظامات کو وسیع اور بہتر بنانے میں کیے ہیں۔

خیر و خوبی سے چلتے ہوئے اس انتظام کو ایرانی نعرہ باز اوران کے کوتاہ فکر حامی تباہ کر کے سعودی عرب کا سارا دروبست بھی تاراج کرنا چاہتے ہیں، حرمین کو بھی حالِ زار میں ڈالنا چاہتے ہیں اور حاجیوں کی جانوں اور امن و امان کو بھی خطرے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

کیا اس ساری تحریک میں اسرائیل کا تو کوئی حصہ نہیں؟

۱۰ — ہمارے مذہبی دانشور اور ایرانی انقلابی اور ان کے حامی سب یہ بتائیں کہ کسی ملک یا شہر کو کھلا قرار دینا تو بڑا معاملہ ہے، کیا مدعیان خود اس پر تیار ہیں کہ وہ اپنی اپنی مسجدوں اور امام باڑوں کو تمام مسلمانوں کے لیے کھلا قرار دیں۔ جو وقت پر آ جائے وہ اذان کہہ دے۔ جسے موقع ملے وہ نماز پڑھا دے۔ جس کی قسمت یاوری کرے وہ خطبے یا تقریر سے لوگوں کے ایمان تازہ کرے۔ کوئی سوال نہ ہو کہ مؤذن بریلوی تھا، یا امام وہابی تھا یا خطیب شیعہ ہے۔

کیا کوئی صاحب اپنے محلے کے گروہ کو اس پر تیار کر سکتے ہیں اور ہماری گذارش کی تائید کرتے ہیں۔ اگر نہیں کرتے تو پھر کسی ملک اور شہر کو کھلا قرار دینے کا مطالبہ نہ کریں۔ کرتے ہوں تو اب زبان بند کرلیں۔

۱۱ — ایک ضروری بات یہ نوٹ کر لی جائے کہ سلف کے کسی دینی امام یا بزرگ نے،

حتیٰ کہ کسی شیعہ سربراہ نے بھی حج کے مناسک میں یہ گنجائش کبھی نہیں دی ہے کہ مسلمان تو کجا، دشمنانِ اسلام کے خلاف بھی نعرہ بازی کی جائے اور مظاہروں اور جلوسوں سے حرم کے تقدس اور سکون کو خراب کیا جائے۔

آج اگر امام خمینی بقول ان کے مقرر کردہ ایرانی حج لیڈر جناب موسوی[1] خوئینیہ MUSAVI KHOEINIAH یہ فرماتے ہیں کہ حج کو کچل دینے والا (CRUSHING) حج ہونا چاہیے ورنہ پھر حج کچھ نہیں، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چودہ سو سال کے اہلِ سنّت کے دینی شعور ہی کو نہیں خمینی صاحب نے شیعہ مفکرین و مدبرین (مجتہدین) کے کاملاً اجماعی نقطۂ نظر اور طرزِ عمل کی خلاف ورزی کی ہے[2]۔

۱۲۔ بعض لوگوں نے بہت ہی ریڈیکل انداز میں پوری اپروچ سے کام لے کر ایک تجویز گھڑی ہے۔ یعنی سعودی عرب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک تیل والا حصہ جس سے آمدنی ہوتی ہے، اُسے الگ کر دیا جائے اور دوسرا حرمین اور ان کو جانے والے راستوں اور بندرگاہوں کا علاقہ، اسے الگ کر دیا جائے۔ اوّل الذکر کی آمدنی مؤخر الذکر پر خرچ کی جائے۔ یعنی سعودی عرب کی دو حکومتیں ہوں اور دونوں میں یا تو اس سمجھوتے پر وفاق بنے یا کوئی تیسری قوت ان دونوں سے برتر ہو جو دونوں کو ان کی مقررہ حدود میں چلائے اور پھر اگر باہمی چپقلشیں جاری ہو جائیں تو ساری دنیا بھگتے۔

کیا عجیب احمقانہ تجویز ہے۔ کوئی دوسرا اُٹھ کے کہے کہ ایران کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے، یا برطانیہ، امریکہ، روس، چین وغیرہ مختلف ممالک کے لیے ایسے اشتعلے چھوڑے جائیں۔

---

[1] یا "مساوی"

[2] اس سلسلے میں دلچسپ ہے وہ نکتہ جو (IMPACT LONDON) نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ اُس ہنگامے کا ایک اچھا نتیجہ تو یہ نکلا کہ تہران اور ایران کے دوسرے شہروں میں انقلابی اچھل کود دیا انقلابی بھنگڑے۔ (ن۔ ص) کا خوب موقع نکلا"۔ (یہ ہیں برکاتِ حج: ن۔ ص) دوسرا اچھا نتیجہ یہ نکلا کہ عراق کے ساتھ جنگ کی وجہ سے جن ایرانیوں میں یاس و اضطراب تھا، ان کی ذہنی رَو کو موڑنے کا موقع نکل آیا۔

یہ کون سی جائز سیاست اور ڈپلومیسی ہو گی۔

۱۳۔ خمینی صاحب اور ان کے شیعہ چیلوں کو ایک اصول پلے باندھ لینا چاہیے اور وہ یہ کہ ایران میں یا کسی دوسرے ملک میں جائز تبدیلی وہی ہو سکتی ہے جو اس کے باشندوں کے خیالات و نظریات کی تبدیلی سے وجود میں آئے۔ لیکن جس ملک کی تبدیلی کی تحریک کوئی بیرونی ملک کرتا ہے یا جس کے لیے کوئی بیرونی حکومت وسائل اور افراد فراہم کرتی ہے اور اپنے ذرائع ابلاغ اور مالیات و اسلحہ کو استعمال کرتی ہے وہ اگر کامیاب ہو جائے تو وہ ایک جبری سامراجی تبدیلی ہو گی۔ خمینی صاحب دنیائے اسلام میں یہ طرح نہ ڈالیں کہ ایک ملک کے شہری دوسرے ملک میں جا کر سیاسی ہنگامہ آرائی کریں۔ خصوصیت سے اس صورت میں جب کہ ان کو ایک ملک میں داخلے کی اجازت عبادت و زیارت کے لیے دی جا رہی ہو۔ صرف دینی تقاضے کی بنا پر شدید اعتقادی اختلاف کے باوجود سعودی حکومت ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد کے لیے دروازے کھول دیتی ہے لیکن دین اور عبادت کے نام پر اس فراخ دلانہ میہمان داری سے اگر ناجائز سیاسی فائدہ اٹھایا جائے تو ساری دنیا نفرین بھیجے گی۔ اور اس امر کو جائز سمجھے گی کہ نہ صرف ایرانی حاجیوں کی تعداد کو حد میں رکھیں بلکہ اپنے ملک میں قیام اور حرمین میں ادائے شعائر کے لیے ایسی شرائط اُن پر عاید کریں کہ وہ حرم کے تقدس کو، مسلمانوں کے امن کو اور ملت کے اتحاد کو برباد نہ کر سکیں۔

۱۴۔ آخری مختصر گذارش یہ ہے کہ حج کے موقع پر آج تک اکثر لوگوں کا طریقہ اپنے اختلافات کو لپیٹ کر الگ رکھ دینے کا رہا ہے۔ کم سے کم عارضی مدت کے لیے اتحاد کی ایک ظاہری کیفیت اچھی سوچوں کی رَو کو تیز کر دیتی ہے۔ مگر شرمناک ہو گا کسی بھی فرد یا گروہ کا یہ طرزِ عمل کہ وہ مسلمانوں کے ظاہری اتحاد ہی کو پارہ پارہ نہ کرے بلکہ ان کے دلوں میں بھی ایک دوسرے کے خلاف زہر بھر دے۔

۱۵۔ ہم اپیل کرتے ہیں کہ ایرانی پروپیگنڈسٹ سعودی عرب کی مخالفت کا طوفان اُٹھائے رکھنے کے بجائے سیدھی طرح ساری دنیائے اسلام سے معافی طلب کریں کیونکہ انہوں نے حرم پاک کی توہین اور شہر مکہ کی بے احترامی کے ذریعے دنیا کے لاکھوں حاجیوں کے دل دکھائے ہیں۔

۱۶ — وزیر داخلہ سعودی حکومت نے پریس کانفرنس میں کہا کہ سعودی عرب حج پر یا ایران سمیت عازمینِ حج کی تعداد پر کسی قسم کی پابندی عاید نہیں کرے گا ۔ کانفرنس میں شرکت کے لیے مغربی ممالک سمیت دنیا بھر سے آئے ہوئے دو سو سے زائد ذرائع ابلاغ سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی ۔ سعودی وزیر نے کہا کہ ہم تمام مسلمانوں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے ممالک کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ انہیں فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے ہر قسم کا تحفظ اور مکمل سہولتیں دی جائیں گی اور ہم ایران سمیت کسی بھی ملک سے آنے والے کسی بھی عازمینِ حج کو نہیں روکیں گے ۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر ایرانیوں نے حاجیوں کے روپ میں کوئی مجرمانہ حرکت کرنے کی کوشش کی اور حرم کے اندر گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی تو انہیں پوری طاقت کے ساتھ ایسا کرنے سے روکا جائے گا ۔ پرنس نائف نے اپنی اڑھائی گھنٹے کی پریس کانفرنس میں اکتیس جولائی کو مکہ معظمہ میں ہونے والے واقعہ کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جس میں چار سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے جن میں زیادہ تعداد ایرانیوں کی تھی ۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مقدس دن سات ہزار کے قریب ایرانیوں کا مظاہرہ سعودی عرب کے خلاف پہلے سے تیار کیا گیا منصوبہ اور ایک سوچی سمجھی سازش تھی ۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ ایران کے انقلاب کے وقت سے ایرانی حکمرانوں نے سعودی عرب کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کی ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ایران کی انتہا پسندی اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ سعودی عرب کے خلاف اس کا پروپیگنڈہ اس کے خلاف جنگ لڑنے والے دشمن عراق سے بھی زیادہ شدت کا ہے ۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ سعودی عرب نے مظاہرین کا راستہ اس وقت روکا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ حرم میں داخل ہونے پر تلے ہوئے ہیں اور وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی سے وہ حرم میں داخل ہو سکتے تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ اگر ایسا کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو ہزاروں حاجیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جاتیں ۔ انہوں نے اس دعویٰ کو دہراتے ہوئے بتایا کہ اگر ایسا ہو جاتا تو مرنے والوں کی تعداد چند ہزار ہو جاتی — انہوں نے اس پر زور دیا کہ سعودی انتظامیہ نے مظاہرے کی اجازت نہیں دی تھی ، لیکن حدود میں رہ کر اسے برداشت کیا اور اس بات کو روکا جو کہ ایرانی کرنے پر تلے ہوئے تھے ۔ ایک سوال کے جواب میں پرنس نائف نے اس واقعہ کے بارے میں پاکستان کی طرف سے موافقانہ موقف کی حکومت سعودی عرب کی طرف سے تعریف کی ۔ اور کہا کہ سعودی عرب اور اس کے عوام نے دونوں ملکوں کے

درمیان پائے جانے والے برادرانہ جذبات کا ہمیشہ خیر سگالی ہی جواب دیا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے الزام عائد کیا ہے کہ ایرانی حکمرانوں اور اسرائیل میں ایک خاص تعلق قائم ہے اور سوال کیا کہ وہ جو دعوٰی کرتے ہیں کہ مکہ کو آزاد کرانا چاہتے ہیں وہ القدس کو آزاد کرانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ وہ وقت دور نہیں جب ایران کے ساتھ تاریخی لازوال اور اچھے ہمسایوں کے سے تعلقات بحال ہو جائیں گے، لیکن یہ صرف اس وقت ممکن ہوگا، جب ایرانی اپنی غاصب قیادت سے نجات حاصل کر لیں گے، جو انہیں موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔

نوٹ بہ سلسلہ مطبوعات

ہم مستقلاً یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے صفحاتِ مطبوعات کے مقابلے میں کتبِ تبصرہ ہمیشہ زیادہ ہوتی ہیں۔ پھر بڑی کتابوں کے علاوہ چھوٹی کتابیں، پھر رسالے، پھر پمفلٹ۔ ہمارے لیے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جلد جلد تمام موجودہ کتابوں کا تعارف پیش کر سکیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ ہر چھوٹی کتاب اور رسالے اور پمفلٹ کے مندرجات پر تفصیلی بحث کر سکیں۔ جن حضرات کو ہمارے اس نظامِ تعارفِ کتب سے تسلی نہ ہو، وہ اپنی کتاب کا اشتہار، منیجر ترجمان القرآن کو بھیج دیا کریں۔ اس مرتبہ بھی ہم نے دس صفحات کا مواد لکھ دیا ہے۔ اس میں سے چند چیزوں ہی کو جگہ ملے گی۔ (ادارہ)